قومی نصاب ۲۳۔۲۰۲۲ء کے مطابق

درسی کتاب

اُردو (لازمی)

دسویں جماعت کے لیے

قومی نصاب کونسل

وزارتِ برائے وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت حکومتِ پاکستان

نیشنل بک فاؤنڈیشن

بطور

وفاقی ٹیکسٹ بک بورڈ، اسلام آباد

حکومتی منظوری
اس درسی کتاب کی منظوری قومی نصاب کونسل، وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت، اسلام آباد کی جانب سے خط نمبر F.1(10)/2024/NCP-NOC/NBF/Urdu، مورخہ 8 نومبر 2024ء کے ذریعے دی گئی ہے۔
© نیشنل بک فاؤنڈیشن بطور وفاقی ٹیکسٹ بک بورڈ
اس اشاعت کے تمام حقوق محفوظ ہیں۔ اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ بغیر نیشنل بک فاؤنڈیشن کی تحریری اجازت کے کسی بھی شکل یا طریقے سے، خواہ وہ الیکٹرانک، میکانیکی، فوٹو کاپی، ریکارڈنگ، یا کوئی اور طریقہ ہو دوبارہ تخلیق، ذخیرہ یا منتقل نہیں کیا جاسکتا۔ غیر مجاز استعمال، نقل، یا تقسیم سختی سے ممنوع ہے اور قانونی کارروائی کا سبب بن سکتی ہے

درسی کتاب اردو دہم جماعت کے لیے
(قومی نصاب 23-2022 کے مطابق)

مصنفین
پروفیسر احمد اقبال (منتظم مصنف)، ڈاکٹر فردوس کوثر (شریک مصنف)

معاونین
شہزاد احمد، شاہد وحید بٹ (ڈیزائنر)

نگران نصاب اور جائزہ
ڈاکٹر شفقت علی جنجوعہ
ڈائریکٹر، قومی نصاب کونسل، وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت، حکومت پاکستان، اسلام آباد

قومی نصاب کونسل کی جائزہ کمیٹی کے ممبران
ڈاکٹر سید تجمل حسین شاہ، شبانہ نعیم، وجیہہ رضوی، صائمہ عباس

ڈیسک آفیسر: عبدالمنان (ڈپٹی ایجوکیشنل ایڈوائزر)

نگران درسی کتب نیشنل بک فاؤنڈیشن
مراد علی مہمند، مینجنگ ڈائریکٹر، نیشنل بک فاؤنڈیشن

TEST EDITION

انچارج درسی کتب نیشنل بک فاؤنڈیشن
منصور احمد، اسسٹنٹ ڈائریکٹر

یہ درسی کتاب پاکستان میں پرنٹ کی گئی ہے

اشاعت اول۔ طباعت اول: فروری 2025 | صفحات: 174 | تعداد: 100000

قیمت: -/260 روپے، کوڈ: STU-517، آئی ایس بی این: 978-969-37-1722-8
طابع: موسیٰ احمد رحیان پرنٹرز، راولپنڈی

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی دیگر اشاعتوں کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رابطہ کیجیے، ویب سائٹ www.nbf.org.pk ملاحظہ کریں۔
آپ ہمیں اس نمبر 051-9261125 پر فون یا ای میل books@nbf.org.pk کے ذریعے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔
اس درسی کتاب کے بارے میں اپنی رائے دینے کے لیے nbftextbooks@gmail.com اور textbooks@snc.gov.pk پر ای میل کیجیے۔

نوٹ: اس کتاب میں شامل تمام تصاویر، آرٹ ورک، نقشہ جات وغیرہ صرف تعلیمی اور تشہیری مقاصد کے لیے ہیں، جو عوامی مفاد کے لیے فائدے مند ہیں۔

پیش لفظ

دسویں جماعت کے لیے اُردو کی یہ درسی کتاب قومی نصاب ۲۳-۲۰۲۲ء کے مطابق تیار کی گئی ہے۔ انتظامیہ نے درسی کتب کی تیاری کے معیار، اصولوں اور ہدایات کے مطابق نئے ڈیزائن اور ترتیب سے اِسے پیش کیا ہے۔

دسویں جماعت کے طلبہ کو زبان اور ادب کے مختلف اور متنوع اندازِ بیان، عبارتوں، محضروں اور اُن کی خصوصیات سے آگاہ ہو جانا چاہیے تاکہ جہاں اِس سطح پر وہ اچھے قاری اور لکھاری بن سکیں، وہاں اعلیٰ سطح کی تعلیم کی لیے بھی تیار ہو سکیں۔ لائبریری سے تعلق، وسعتِ مطالعہ اور تحقیق کی لگن پیدا کرنا اِس سطح کی درسی کتاب کا نصب العین ہوتا ہے۔ چناں چہ اِس کتاب میں اسباق کو اِس طرح سے مرتب کیا گیا ہے کہ مختلف نثری اور منظوم عبارتوں کا مطالعہ؛ طلبہ کو اُردو کی وسعت، اہمیت اور اہلیت سے روشناس کرا سکے۔ اِس درجے کے ہر سبق میں مختلف اصناف کا تعارف بھی دیا گیا ہے تاکہ طلبہ عبارتوں کو بھی پڑھنے کی طرف راغب ہوں، جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ عام طور پر اِس درجے کی کتاب میں اساتذہ کے لیے معاون نکات نہیں دیے جاتے لیکن دسویں جماعت کی سطح پر اُردو زبان و ادب کی تدریس و تعلم کی ضرورتوں کے پیشِ نظر ہر سبق میں "برائے اساتذہ کرام" اور سرگرمیاں بھی شامل کی گئی ہیں۔ اساتذہ سے گزارش ہے کہ دسویں جماعت میں مزید تشریحات اور معلومات سے طلبہ کو مستفید کریں اور تحریر و مطالعہ کی عملی سرگرمیوں میں انھیں شامل کریں۔

معیار کی رفعت، تدریسی حاصلات، ذہنی رسائی اور اُسلوب کی پیروی ہمارا نصب العین ہے۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن نے موثر تدریسی مراحل کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اور خصوصی کوششیں بہ رُوئے کار لاتے ہوئے مواد اور مثالوں سے اِس درسی کتاب کو شائع کیا ہے۔ اِس ضمن میں مولفین اور نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کی ٹیم کی کاوشیں لائقِ تحسین ہیں۔ قومی نصاب ۲۳-۲۰۲۲ء کی پانچوں مہارتوں یعنی سننا، بولنا، پڑھنا، لکھنا اور زبان شناسی کے تمام حاصلاتِ تعلم کی روشنی میں اسباق کی مشقیں تیار کی گئی ہیں اور قومی نصاب کے تمام مجوزہ عنوانات کو بھی شاملِ نصاب کر دیا گیا ہے۔

ممکنہ حد تک کوشش کی گئی ہے کہ کتاب غلطیوں سے پاک ہو۔ حکومتِ پاکستان کی ہدایات کے مطابق کتابوں میں اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا ہے کہ مختلف حوالوں سے وزارتِ مذہبی امور کی جانب سے حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے جو نوٹیفکیشن جاری ہوتے رہے ہیں اُن پر بھی مکمل طور پر عمل کیا جائے۔ تاہم پھر بھی آپ سے درخواست ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی لسانی اور علمی نوعیت کی غلطیاں ملیں تو ہمیں اُن سے آگاہ فرمائیں اور مزید بہتری کے لیے اپنی تجاویز دیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اِن کی درستی کی جاسکے۔ اِس کے لیے ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔ قومی نصاب ۲۳-۲۰۲۲ء کے مطابق تیار کی گئی "اردو لازمی دسویں جماعت کے لیے" کا یہ ٹیسٹ ایڈیشن ہے اِس لیے بالخصوص معزز اساتذہ کرام کی جانب سے وصول ہونے والی قیمتی آرا اور تجاویز کا احترام کیا جائے گا اور اُن پر عمل درآمد بھی یقینی بنایا جائے گا۔

نئی تیار کردہ اس سیریز کی یہ درسی کتاب اب تدریس کے لیے طلبہ اور اساتذہ کرام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

مراد علی مہمند

منیجنگ ڈائریکٹر

اس نصابی کتاب کی روزمرہ زندگی میں افادیت

دنیا کے تمام معاشروں اور تہذیبوں میں قومی زبان کو ایک بنیادی پہچان اور شناخت سمجھا جاتا ہے اور اسی بنا پر زبان وادب کی تدریس و تعلّم کو بھی لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے انسان کو اپنے اظہار وابلاغ میں نکھار پیدا کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ زندگی میں آگے چل کر وہ کسی بھی شعبے یا علم و فن کا انتخاب کرلے، اپنی بات کو بہتر اور متاثر کن انداز میں بیان کرنے سے قاصر نہیں رہتا۔ اسی نقطۂ نظر کو پیشِ نظر رکھ کر دسویں جماعت کی اُردو لازمی کی کتاب کے مواد کو ترتیب دیا گیا ہے۔ اسے پڑھ کر طلبہ کو زبان وادب کے مختلف اندازِ بیان اور محضروں کی خصوصیات سے واقفیت ہو جائے گی۔ تمام اسباق میں مصنفین اور شعرا کے تعارف میں حوالے کے طور پر دیگر کتب کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے تاکہ طلبہ میں وسعتِ مطالعہ اور تحقیق کا ذوق و شوق پیدا ہو، اُردو زبان کی وسعت، مطالعے، زرخیزی، اہمیت اور افادیت کا احساس جاگزیں ہو سکے۔

سبق اخلاقِ نبوی ﷺ'' کو پڑھ کر طلبہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے روزمرہ کے معاملات اور معمولات میں پیروی اور تقلید کو ممکن بنا کر نہ صرف اپنی سیرت و کردار اور اخلاقیات کو سنوار سکتے ہیں بلکہ ایک پُرامن معاشرے کی تشکیل میں نمایاں حصّہ لے سکتے ہیں۔ حاصلات تعلّم کی روشنی میں مختلف باتوں، پیغامات، نشریات اور کہانیوں اور مکالموں کو سُن کر اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی مہارت حاصل ہو جائے گی۔

سبق محسن محلہ'' میں انسانوں کے سماجی رویّوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اسے پڑھ کر طلبہ میں یہ احساس پیدا کرنے میں مدد ملے گی کہ انسان ہی انسانوں کے کام آتا ہے۔ ہمیں منافقانہ روش سے بچنا چاہیے۔ دوسروں کے غم دُکھ اور تکلیف میں شریک ہونے ہی میں عظمت ہے۔

سبق کفارہ'' کو پڑھ کر طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ روزمرہ زندگی میں کسی ایک موضوع کی خوبیاں اور خامیاں، اعتماد سے دلائل کے ساتھ پیش کر سکیں۔ مزید یہ کہ ہمیں اپنے دوست احباب کے ساتھ بدگمانی نہیں رکھنی چاہیے۔ بدگمانیاں بعض اوقات ہم سے ایسے جرائم کا ارتکاب کرا بیٹھتی ہیں جو زندگی بھر ہمارے لیے پچھتاوا بن جاتے ہیں۔ اس لیے ایک دوسرے کے ساتھ رواداری کا رویہ رکھنا چاہیے۔

سبق چغل خور'' ایک لوک کہانی ہے جسے پڑھ کر طلبہ میں نہ صرف یہ ذوق و شوق پیدا ہوگا کہ پاکستان کے مختلف علاقوں کی تہذیب و ثقافت، اقدار اور روایات سے آگاہ ہوں بلکہ اُنھیں اس بات کا احساس ہوگا کہ خواہ مخواہ اور جھوٹ پر مبنی پھیلائی گئی باتوں پر بغیر تحقیق کے یقین اور عمل نہیں کرنا چاہیے۔ یہ طرزِ عمل ہمارے معاشرے کے لیے درست نہیں۔

سبق دستک'' پڑھنے سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ نیکی کے کام میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کسی وصف اور ہنر سے نوازا رکھا ہے تو اسے رفاہِ عامہ کے لیے استعمال کرنے ہی میں عظمت ہے۔ سبق میرا گاؤں'' کو پڑھ کر یہ احساس بیدار ہوگا کہ عالمی تقاضوں، معاشرتی اور سماجی رابطوں کے لیے معلومات حاصل کرنا کتنا ضروری ہے۔

سرسید کا بچپن'' میں ایک بڑی شخصیت کے بچپن کے حالات کو بیان کیا گیا ہے تاکہ طلبہ اپنی شخصیت میں وہ اوصاف پیدا کر لیں تاکہ مستقبل میں ایک مفید شہری بن سکیں۔

سبق سویرے جو کل آنکھ میری کھلی'' پڑھ کر طلبا و طالبات طنز و مزاح کی اہمیت و افادیت سے آگاہ ہوں گے۔ لغت اور تھیسارس کا استعمال سیکھ سکیں گے۔ سبق بابل کے کھنڈر'' پڑھ کر طلبہ کو دوسرے ملکوں اور تہذیبوں کی ثقافت، تاریخ اور رسم و رواج سے واقفیت حاصل ہو گی۔ گلوبل

ویلیج کے زمانے میں اقوام عالم کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی پیدا ہو گی جس سے تہذیبوں کے درمیان تصادم کی بہ جائے مکالمے کی فضا پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ سبق "کچھ ذریعۂ تعلیم کے بارے میں" سے طلبا و طالبات کو اس بات کی آگاہی ہو گی کہ اُردو زبان کو سرکاری زبان بنا کر کس طرح ذریعۂ تعلیم بنایا جا سکتا ہے، طلبہ میں یہ شعور اجاگر ہو گا کہ قومی زبان کو بہ طور "پہلی زبان" پڑھ کر ہی دنیا کی قوموں نے ترقی کی ہے۔

حصہ شاعری کی تدریس و تعلم کا مقصد یہ ہے کہ طلبا و طالبات اپنی داخلی دنیا کی واردات، اپنی ذات اور شعور و آگہی کا انکشاف و اظہار کر سکیں کیوں کہ ایک انسان کے جذبات و احساسات، تخیل کے ساتھ مل کر ایک خاص نظم کے تحت مخصوص ہیئت میں اظہار کی راہ پاتے ہیں تو اس سے شاعری وجود میں آتی ہے۔ یہ اظہار دوسرے انسانوں کو فرحت اور لذت بخشتا ہے اُن کے احساسِ حُسن اور ذوقِ جمال کی تشفی کا باعث بنتا ہے۔ ادب اور فن اس جمالیاتی پہلو کے بغیر وجود میں ہی نہیں آسکتے۔

حمد اور نعت کے تدریس سے طلبہ میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت اور عقیدت کو اجاگر کرنا مقصود ہے۔ اس کے علاوہ اشعار کو پڑھ کر طلبہ تبصرہ و تشریح کرتے ہوئے اپنی بات کو مدلل انداز میں بیان کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

"خطاب بہ جوانانِ اسلام" کا مطالعہ کرنے سے طلبہ میں یہ سوچ اجاگر ہو گی کہ ہمیں کس طرح اپنے ملک و ملت کے لیے کار آمد شہری بننا ہے۔ طلبہ زندگی کے مثبت اور متحرک پہلوؤں اور زاویوں کی جانب راغب ہوں گے کیوں کہ شاعرِ مشرق کے کلام کی منشا یہی تھی۔

"آمدِ صبح" اس اعتبار سے مفید ہو گی کہ قدرت کے حسین مناظر اور صبح کے ماحول سے ہم کس طرح لطف اندوز ہو سکتے ہیں؟ اس کے علاوہ طلبہ اس بات سے بھی آگاہ ہو جائیں گے کہ شعرائے کرام نے واقعہ کربلا کو کس انداز میں شعری قالب میں ڈھالا ہے۔ کربلا کے شہدا کی قربانیوں کو بھی یاد کرتے ہوئے یہ جان سکیں گے کہ ہمیں حق اور سچ کی خاطر کبھی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ ظلم اور ظالم کے خلاف ڈٹ جانا چاہیے۔

آدمی نامہ" سے طلبہ کو پتا چلے گا کہ معاشرے میں آدمی کی مختلف صورتیں ہیں جن سے انسانی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ رویوں اور مزاج کا یہی تنوع روزمرہ زندگی میں سب کے ساتھ چلنے اور انسانوں کو اُن کی خوبیوں خامیوں سمیت قبول کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

نظم "وغیرہ" کو پڑھنے سے یہ بات سیکھنے کا موقع ملے گا کہ طنز و مزاح سے کیسے لطف اندوز ہونا ہے اور مختلف سماجی، ذاتی اور دیگر معاملات کو کیسے ہلکے پھلکے، شگفتہ انداز میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

حصہ غزلیات کی تدریس سے اس نکتے کو سمجھنے میں مدد ملے گی کہ الفاظ کو درست تلفظ، اُتار چڑھاؤ اور آہنگ سے کس طرح ادا کیا جائے۔ طلبہ اس قابل ہوں گے کہ مختلف قسم کے خیالات، آرا اور رویوں کا تعلق سمجھ کر اپنی رائے دے سکیں۔ قاموس مترادفات، انسائیکلوپیڈیاز، لغات سے مواد کی تلاش اور کسی موضوع کے حق یا مخالفت میں مدلل بات کرنا سیکھ سکیں گے۔ حصہ غزل پڑھ کر طلبہ یہ بات بھی سیکھیں گے کہ ایک ہی بات کو مختلف اور منفرد اسالیب اور ذریعوں سے بیان کر سکیں۔

فرہنگ سے مشکل الفاظ کے معانی سمجھنے اور ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ممکن ہو سکے گا۔ اپنے تئیں موجودہ کتاب کا تعلق روزمرہ زندگی سے جوڑ دیا ہے۔ اساتذہ کرام اور والدین سے گزارش ہے کہ اپنے مثبت افکار و خیالات سے بھی مستفید فرمائیں تاکہ اس عبارت کو مزید جامع اور پُر اثر بنایا جا سکے۔

امجد اقبال (ایسوسی ایٹ پروفیسر)

منتظم مصنف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

فہرست اسباق

نمبر شمار	عنوان		صفحہ نمبر
	حصہ نثر		
۱۔	اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم (سیرت)	شبلی نعمانی	۷
۲۔	محسن محلہ (افسانہ)	اشفاق احمد	۱۶
۳۔	کفارہ (افسانہ)	منشی پریم چند	۲۲
۴۔	چغل خور (لوک کہانی)	شفیع عقیل	۳۵
۵۔	دستک (ڈراما)	میرزا ادیب	۴۴
۶۔	اولڈ ایج ہوم	میرزا ادیب	۵۵
۷۔	میرا گاؤں (ناول)	غلام الثقلین نقوی	۶۹
۸۔	سرسید کا بچپن (سوانحی مضمون)	الطاف حسین حالیؔ	۸۰
۹۔	سویرے جو کل آنکھ میری کھلی (طنز و مزاح)	پطرس بخاری	۸۸
۱۰۔	بابل کے کھنڈر (دنیا میرے آگے)	جمیل الدین عالیؔ	۹۷
۱۱۔	کچھ ذریعہ تعلیم کے بارے میں (مضمون)	ڈاکٹر ابواللیث صدیقی	۱۰۶
	(حصہ نظم)		
۱۔	حمد	امیرؔ مینائی	۱۱۴
۲۔	نعت	ماہرؔ القادری	۱۱۹
۳۔	خطاب بہ جوانانِ اسلام	علامہ اقبالؔ	۱۲۳
۴۔	آمدِ صبح	میر انیسؔ	۱۲۸
۵۔	آدمی نامہ	نظیرؔ اکبر آبادی	۱۳۵
۶۔	وغیرہ (ہے آپ کے ہونٹوں پہ جو مسکان وغیرہ)	انورؔ مسعود	۱۴۱
	(حصہ غزل)		
۱۔	بازیچۂ اطفال ہے دنیا میرے آگے	مرزا غالبؔ	۱۴۶
۲۔	اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا	مومن خان مومنؔ	۱۵۳
۳۔	ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی	حسرتؔ موہانی	۱۵۹
۴۔	یوں کہنے کو پیرایۂ اظہار بہت ہے	زہرا نگاہ	۱۶۳
•	فرہنگ		۱۶۷

۱

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

سننا
- عمدہ سامع کے طور پر الفاظ، جملوں، مصرعوں، شعروں، نظموں وغیرہ کے تلفظ، آہنگ، لحن، لے اور ادائی سے شعوری طور پر لطف اندوز ہو سکیں۔

بولنا
- کسی بات، پیغام، کلام، نثریات، کہانی، مکالمے کو سن کر ترتیب سے دہرا سکیں۔

پڑھنا
- نظم و نثر کو فہم کے ساتھ پڑھ کر متعلقہ سوالات (براہِ راست، بالواسطہ اور کثیر الجہت) کے جوابات دے سکیں۔
- مصنف کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی سوالات کے جوابات دے سکیں۔
- مفہوم برقرار رکھتے ہوئے متفرق طریقوں سے عبارت یا جملوں میں تبدیلی کرتے ہوئے انھیں مزید آگے بڑھا سکیں۔

لکھنا
- مختلف تحریری سرگرمیوں میں الفاظ کے درست اِملا کا خیال رکھتے ہوئے تحریری کام پر نظرِ ثانی اور ادارت (پروف ریڈنگ) کر سکیں۔

قواعد/زبان شناسی
- واحد جمع (جمع مکسر، جمع سالم) بنا سکیں اور استعمال کر سکیں۔
- جمع الجمع کا تحریر میں برمحل استعمال کر سکیں۔
- علاماتِ اوقاف (سکتہ، ختمہ، وقفہ، واوین، قوسین، استعجابیہ، استفہامیہ، تفصیلیہ، رابطہ، ترچھا خط) کو پہچان سکیں اور تحریری اظہار میں اس کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔

خاص	پیغام	جاہ پسند	دائمی	دقیق	صاع
الفاظ	ظلِ عاطفت	غیر مبتذل	متانت	معترض	ناگہانی

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- اُردو زبان و ادب میں سیرت نگاری کے حوالے سے شبلی نعمانی کے اسلوب اور تکنیک سے طلبہ کو نکات کی صورت میں آگاہ کریں تاکہ سبق پڑھ کر طلبہ خود بھی شبلی نعمانی کے اسلوب اور تکنیک پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈال سکیں۔

مولانا شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء)

اُردو کے ارکان خمسہ میں ایک اہم نام شبلی نعمانی کا ہے ۔ وہ ایک پُر وقار علمی شخصیت کے مالک تھے اور اپنے عہد میں عالم دین، مورخ، نقاد، شاعر، فلسفی، معلم، مقرر، مصلح اور ماہر لسانیات کے طور پر جانے جاتے تھے۔ انھوں نے علی گڑھ یونی ورسٹی سے تعلیم حاصل کی تھی جس نے اُن کی شخصی خوبیوں کو خوب جلا بخشی۔ انھیں اردو کے علاوہ فارسی اور عربی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور انگریزی بھی جانتے تھے۔ وہ بہ یک وقت علی گڑھ اور ندوہ کی دو علمی اصلاحی اور مذہبی تحریکوں کا حصہ تھے۔ وہ انگریزی زبان سیکھنے اور سائنسی علوم تک رسائی حاصل کرنے کے حامی تھے۔

شبلی نعمانی نے اسلامی تاریخ کی معروف شخصیات کی سوانح عمریاں قلم بند کیں۔ انھوں نے "دار المصنفین" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس میں اسلامی سوچ کے حامل مصنفین کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ ۱۸۸۳ء میں انھوں نے "شبلی کالج" کے نام سے ایک اور ادارہ بھی قائم کیا۔ شبلی ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج سیرت کے میدان

میں ہمارے پاس مختلف لوگوں کی کتابیں رہنمائی کے لیے موجود ہیں۔ شبلی نعمانی نے اپنی زندگی میں سیرت النبی ﷺ پر کام شروع کیا تھا لیکن صرف دو ہی جلدیں لکھ پائے۔ اسے بعد میں اُن کے ہونہار شاگرد سید سلمان ندوی نے مکمل کیا۔
آپ کی تصانیف میں سیرت النبی ﷺ کے علاوہ، سیرت النعمان (حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، الفاروق (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) المامون (عباسی خلیفہ مامون الرشید)، الغزالی (امام غزالی) امام ابن تیمیہ، اورنگ زیب عالم گیر لکھ کر سیرت و سوانح کو اُردو زبان و ادب میں متعارف کرایا۔ فارسی شاعری کی تدریج پر "شعر العجم"، مذہبی حوالے سے مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے "علم الکلام" اور ایک "سفر نامہ روم و مصر و شام" جو اُن کے خلافتِ عثمانیہ کے دورے کا احوال ہے، بھی لکھا۔ اُن کی تصانیف سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔

پڑھنے سے پہلے پوچھیں

- اخلاقیات سے کیا مراد ہے؟
- سیرت النبی ﷺ میں اخلاق کی اہمیت کیا ہے؟
- اردو سیرت نگاری کی ابتدا کب اور کس نے کی؟

پڑھیں

اخلاق کا ایک دقیق نکتہ یہ ہے کہ انسان اپنے لیے اخلاقِ حسنہ کا جو پہلو پسند کرے، اُس کی اِس شدت سے پابندی کرے اور اِس طرح دائمی اور غیر متبدل طریقے سے اُس پر عمل کرے کہ گویا وہ اپنے اختیار کے باوجود اس کام کے کرنے پر مجبور ہے اور لوگ دیکھتے دیکھتے یہ یقین کرلیں کہ اِس شخص سے اِس کے علاوہ اور کوئی بات سرزد ہو نہیں سکتی، گویا اس سے یہ افعال اِس طرح صادر ہوتے ہیں جیسے آفتاب سے روشنی، درخت سے پھل اور پھول سے خوش بُو کہ یہ خصوصیات اِن سے کسی حالت میں الگ نہیں ہو سکتیں، اِسی کا نام استقامتِ حال اور مداومتِ عمل ہے۔

آں حضرت ﷺ اپنے تمام کاموں میں اِسی اصول کی پابندی فرماتے تھے، جس کام کو جس طریقے سے جس وقت آپ ﷺ نے شروع فرمایا، اُس پر برابر شدت کے ساتھ قائم رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے تمام اخلاق و اعمال اِس قدر پختہ اور مستحکم تھے کہ کبھی تمام عمر، ان میں ایک ذرہ فرق نہیں پیدا ہوا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آں حضرت ﷺ کی عبادات و اعمال کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ ﷺ کسی خاص دن یہ کرتے تھے؟ اُنھوں نے جواب دیا "لاکان عملہ دیمۃ" آپ ﷺ کا عمل جھڑی ہوتا تھا، یعنی جس طرح بادل کی جھڑی برسنے پر آتی ہے تو نہیں رُکتی، اِسی طرح آپ ﷺ کا حال یہ تھا کہ جو بات ایک دفعہ آپ ﷺ نے اختیار کرلی ہمیشہ اسی کی پابندی کی۔

آپ ﷺ نہایت نرم مزاج، خوش اخلاق اور نیک سیرت تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ ہنستا تھا، وقار و متانت سے گفتگو فرماتے تھے، کسی کی خاطر شکنی نہیں کرتے تھے۔ مجالسِ صحبت میں لوگوں کی ناگوار باتوں کو برداشت فرماتے اور اِس کا اِظہار نہ کرتے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے جب نکاح ہوا اور دعوتِ ولیمہ کی تو کچھ لوگ کھانا کھا کر وہیں بیٹھے رہے۔ اس وقت پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی مجلس میں شریک تھیں۔ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ لوگ اٹھ جائیں لیکن زبان سے کچھ نہیں فرماتے تھے۔ لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ آپ ﷺ اٹھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حُجرے تک گئے، واپس آئے تو اُسی طرح مجمع موجود تھا، پھر واپس چلے گئے اور دوبارہ تشریف لائے، پردے کی آیت اِسی موقعے پر اتری۔

حجۃ الوداع میں آں حضرت ﷺ صدقات کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ دو صاحب آکر شامل ہوئے۔ آپ ﷺ نے اُن کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو وہ تنومند اور ہاتھ پاؤں کے دُرست معلوم ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اِس میں سے دے سکتا ہوں لیکن غنی اور تن دُرست، کام کرنے کے لائق لوگوں کا اِس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

قبیصہ نام کے ایک صاحب تھے وہ مقروض ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس آئے تو اپنی حاجت عرض کی۔ آپ ﷺ نے وعدہ کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: اے قبیصہ! "سوال کرنا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا صرف تین شخصوں کو روا ہے۔ ایک اُس شخص کو جو قرض سے زیادہ زیر بار ہو، وہ مانگ سکتا ہے لیکن جب اُس کی ضرورت پوری ہو جائے تو اُس کو رک جانا چاہیے، دوسرے اُس شخص کو جس پر کوئی ایسی ناگہانی مصیبت آ گئی جس نے اُس کے تمام مالی سرمائے کو برباد کیا، اس کو اُس وقت تک مانگنا جائز ہے جب تک اُس کی حالت کسی قدر دُرست نہ ہو جائے، تیسرے اُس شخص کو جو مبتلائے فاقہ ہو اور محلے کے تین معتبر آدمی گواہی دیں کہ ہاں اس کو فاقہ ہے۔ اِس کے علاوہ جو کوئی کچھ مانگ کر حاصل کرتا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔"

آں حضرت ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم نے جس روز انتقال کیا، اتفاق سے اس روز سورج گرہن لگا۔ لوگوں کے خیال میں ایک پیغمبر کی ظاہری عظمت کا فرضی تخیل یہ تھا کہ اس درد و صدمے سے کم از کم اجرامِ سماوی میں انقلاب پیدا ہو جائے۔ لوگوں نے اِس اتفاقی واقعے کو اسی قسم کے واقعے پر محمول کیا، ایک جاہ پسند انسان کے لیے اِس قسم کا اتفاق بہترین موقع ہو سکتا تھا لیکن نبوت کی شان اِس سے بہ درجہا ارفع و اعلیٰ ہے۔ آں حضرت ﷺ نے اُسی وقت لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور خطبہ دیا کہ چاند اور سورج میں گرہن لگنا، خدا کی آیاتِ قدرت میں سے ہے، کسی کی زندگی اور موت سے اِن میں گرہن نہیں لگتا۔

مصنفینِ یورپ کا عام خیال ہے کہ آں حضرت ﷺ جب تک مکے میں تھے، پیغمبر تھے۔ مدینے میں پہنچ کر پیغمبر سے بادشاہ بن گئے لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام عرب کے زیرِ نگیں ہو جانے پر بھی فاقہ کش رہے۔ صحیح بخاری باب الجہاد" میں روایت ہے کہ وفات کے وقت آپ ﷺ کی زِرہ ایک یہودی کے یہاں تین صاع جو پر گروی تھی۔ جن کپڑوں میں آپ ﷺ نے وفات پائی اُن میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب تمام علاقہ، حدودِ شام سے لے کر عدن تک فتح ہو چکا ہے اور مدینے کی سرزمین میں زر و سیم کا سیلاب آ چکا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آں حضرت ﷺ میرے مکان پر تشریف لائے اور پینے کو پانی مانگا۔ میں نے بکری کا دودھ پیش کیا۔ مجلس کی ترتیب یہ تھی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے اور ایک بدو داہنی طرف تھا۔ آپ ﷺ نے پی لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا یعنی بقیہ اِن کو عنایت ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے داہنی طرف والے کا حق ہے۔ یہ کہہ کر بچا ہوا دودھ بدو کو عنایت فرمایا۔

قریش اپنے فخر و امتیاز کے لیے مزدلفہ میں قیام کرتے تھے لیکن آں حضرت ﷺ نے اِس تفریق کو کبھی پسند نہ فرمایا۔ بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد بھی ہمیشہ عام لوگوں کے ساتھ مقام کرتے تھے۔ علاوہ ازیں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ وہیں خاص طور سے کوئی عمدہ جگہ دیکھ کر آپ ﷺ کے لیے مخصوص کر دی جائے اور وہاں سائے کے لیے کوئی چھپر ڈال دیا جائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ تجویز پیش کی تو فرمایا: "جو پہلے پہنچ جائے اُسی کا مقام ہے۔"

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جب سب مل کر کوئی کام کرتے تو ہمیشہ آں حضرت ﷺ ان کے ساتھ شریک ہو جاتے اور معمولی مزدور کی طرح کام انجام دیتے۔ مدینے میں آ کر سب سے پہلا کام مسجدِ نبوی کی تعمیر تھی۔ اِس مسجدِ اقدس کی تعمیر میں دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح خود آں حضرت ﷺ بہ نفسِ نفیس شریک تھے۔ خود اپنے دستِ مبارک سے اینٹ اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین عرض کرتے

تھے کہ ہماری جانیں قربان، آپ ﷺ کیوں زحمت فرماتے ہیں لیکن آپ ﷺ اپنے فرض سے باز نہ آئے۔ غزوۂ احزاب کے موقعے پر بھی جب تمام صحابہ رضوان اللہ اجمعین مدینے کے چاروں طرف خندق کھود رہے تھے۔ آپ ﷺ بھی ایک ادنیٰ مزدور کی طرح کام کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ شکم مبارک پر مٹی اور خاک کی تہ جم گئی تھی۔

ایک سفر میں کھانا تیار نہ تھا، تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم نے مل کر کھانا پکانے کا سامان کیا۔ لوگوں نے ایک ایک کام بانٹ لیا۔ جنگل سے لکڑی لانے کا کام آں حضرت ﷺ نے اپنے ذمے لیا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ کام ہم خدام کر لیں گے۔ فرمایا: "ہاں سچ ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے کو ممتاز کروں، خدا اُس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہم راہیوں میں ممتاز بنتا ہے۔"

گھر کا کام کاج خود کرتے، کپڑوں میں پیوند لگاتے، گھر میں خود جھاڑو دیتے، دودھ دوہ لیتے، بازار سے سودا لاتے، جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے، گدھے کی سواری سے آپ ﷺ کو عار نہ تھا، غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھنے اور اُن کے ساتھ کھانا کھانے سے پرہیز نہ تھا۔ غریب سے غریب بیمار ہوتا تو عیادت کو تشریف لے جاتے، مفلسوں اور فقیروں کے ہاں جا کر اُن کے ساتھ بیٹھتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھتے تو اس طرح بیٹھتے کہ امتیازی حیثیت کی بنا پر کوئی آپ ﷺ کو پہچان نہ سکتا۔ کسی مجمع میں جاتے تو جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے۔ تواضع کی انتہا یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ اپنے متعلق جائز تعظیمی الفاظ بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھاتے۔ راستے میں بچے مل جاتے تو ان کو خود سلام کرتے۔

معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ کوئی خدمتِ اقدس میں پیش کرتا تو حاضرین میں جو سب سے زیادہ کم عمر بچہ ہوتا، اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے، ایک دفعہ آپ ﷺ اسی طرح بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آیا۔ اس نے کہا: "تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو، میرے دس بچے ہیں مگر اب تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اگر تمھارے دل سے محبت کو چھین لے تو میں کیا کروں۔"

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آں حضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف چلے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا کہ اُدھر سے چند اور لڑکے نکل آئے۔ آپ ﷺ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔

ہجرت کے موقعے پر جب مدینے میں آپ ﷺ کا داخلہ ہو رہا تھا۔ انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں خوشی سے دروازوں سے نکل نکل کر گیت گا رہی تھیں۔ جب آپ ﷺ کا اُدھر گزر ہوا تو فرمایا: "اے لڑکیو! تم مجھے پیار کرتی ہو؟" سب نے کہا: ہاں یارسول ﷺ۔ فرمایا: "میں بھی تمھیں پیار کرتا ہوں۔"

آں حضرت ﷺ غلاموں پر خصوصیت کے ساتھ شفقت فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ "یہ تمھارے بھائی ہیں جو خود کھاتے ہو، وہ ان کو کھلاؤ۔ جو خود پہنتے ہو وہ اِن کو پہناؤ۔" آں حضرت ﷺ کی ملکیت میں جو غلام آتے، ان کو آپ ﷺ ہمیشہ آزاد فرما دیتے تھے لیکن وہ حضور ﷺ کے احسان و کرم کی زنجیر سے آزاد نہیں ہو سکتے تھے۔ ماں باپ، قبیلے، رشتے کو چھوڑ کر عمر بھر آپ ﷺ کی غلامی کو شرف جانتے تھے۔ زید بن حارثہ غلام تھے۔ آں حضرت ﷺ نے اُن کو آزاد کر دیا۔ اُن کے باپ اُن کو لینے آئے لیکن وہ اس آستانۂ رحمت پر باپ کے ظلِ عاطفت کو ترجیح نہ دے سکے اور جانے سے قطعاً انکار کر دیا۔

غلاموں کو لفظ "غلام" سن کر اپنی نظر میں ذلت محسوس ہوتی تھی۔ آں حضرت ﷺ کو ان کی یہ تکلیف بھی گوارا نہ تھی۔ فرمایا: کوئی "میرا غلام" نہ کہے "میرا بچہ میری بچی" کہے اور غلام بھی اپنے آقا کو خداوند نہ کہیں، خداوند خدا ہے، آقا کہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور آں حضرت ﷺ ان کی راست گوئی کی مدح فرماتے تھے۔ ایک دفعہ اُنھوں نے ایک عجمی آزاد غلام کو بُرا بھلا کہا۔ غلام نے آں حضرت ﷺ سے جا کر شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم میں اب تک جہالت باقی ہے، یہ غلام تمھارے بھائی ہیں، خدا نے تم کو ان پر فضیلت عطا کی ہے۔ خدا کی مخلوق کو ستایا نہ کرو۔ جو خود کھاؤ، وہ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ۔ ان کو ایسا کام نہ دو جو وہ نہ کر سکیں اور اگر اتنا کام دو تو خود بھی ان کی اعانت کرو۔ (سیرت النبی ﷺ - جلد اول)

مشق

سننا

ا۔ پوری جماعت کے طلبہ دس دس کے گروہوں میں تقسیم ہو جائیں اور ایک طالب علم درج ذیل عبارت کو درست تلفظ، آہنگ، لحن اور ادائی سے بلند آواز میں پڑھے جب کہ باقی طلبہ عمدہ سامع کے طور پر الفاظ، جملوں، مصرعوں، شعروں وغیرہ کے تلفظ، آہنگ، لحن، لے اور ادائی سے شعوری طور پر لطف اندوز ہوں۔

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک، غاروں میں
اک روز، چمکنے والی تھی، سب دنیا کے درباروں میں

ابتدائے ہجرت میں خود آں حضرت ﷺ اور تمام مہاجرین، انصار کے گھر میں مہمان رہے تھے۔ دس دس آدمیوں کی ایک جماعت ایک ایک گھر میں مہمان اتار دی گئی تھی۔ مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اُس جماعت میں تھا جس میں خود آں حضرت ﷺ شامل تھے۔ گھر میں چند بکریاں تھیں جن کے دودھ پر گزارا تھا۔ دودھ دوہ چکتا تو سب لوگ اپنے اپنے حصے کا، پی لیتے اور آپ ﷺ کے لیے پیالے میں چھوڑ دیتے۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کی تشریف آوری میں تاخیر ہوئی۔ لوگ دودھ پی کر سو رہے۔ آپ ﷺ نے آکر دیکھا تو پیالہ خالی پایا۔ خاموش ہو رہے پھر فرمایا: "خدایا! جو آج کھلا دے اُس کو تُو بھی کھلا دینا۔" حضرت مقداد رضی اللہ عنہ چھری لے کر کھڑے ہوئے کہ بکری ذبح کر کے گوشت پکائیں۔ آپ ﷺ نے روکا اور بکری دوبارہ دوہ کر جو کچھ نکلا، اُسی کو پی کر سو رہے اور کسی کو اس فعل پر ملامت نہ کی۔

دل جس سے، زندہ ہے، وہ تمنا تمھی تو ہو
ہم جس میں، بس رہے ہیں، وہ دنیا تمھی تو ہو

بولنا

۲۔ دیے گئے نثر پارے کو ایک طالب علم اپنے استاد محترم/استانی صاحبہ کی رہ نمائی میں ایک کہانی یا واقعے کی صورت میں طلبہ کو سنائے۔ باقی تمام طلبہ اسے سُن کر اپنے اپنے طور پر باری باری خود بھی دہرائیں۔

قبیصہ نام کے ایک صاحب تھے وہ مقروض ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس آئے تو اپنی حاجت عرض کی۔ آپ ﷺ نے وعدہ کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: "اے قبیصہ! سوال کرنا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا صرف تین شخصوں کو روا ہے۔ ایک اُس شخص کو جو

قرض سے زیادہ زیر بار ہو، وہ مانگ سکتا ہے لیکن جب اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو اُس کو رک جانا چاہیے، دوسرے اُس شخص کو جس پر کوئی ایسی ناگہانی مصیبت آگئی جس نے اُس کے تمام مالی سرمائے کو برباد کیا، اس کو اُس وقت تک مانگنا جائز ہے جب تک اُس کی حالت کسی قدر دُرست نہ ہو جائے، تیسرے اُس شخص کو جو مبتلائے فاقہ ہو اور محلے کے تین معتبر آدمی گواہی دیں کہ ہاں اس کو فاقہ ہے۔ اِس کے علاوہ جو کوئی کچھ مانگ کر حاصل کرتا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔"

پڑھنا

۳۔ درج ذیل نثر پارے کو فہم کے ساتھ پڑھ کر سوالات کے جوابات دیں۔

معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ کوئی خدمتِ اقدس میں پیش کرتا تو حاضرین میں جو سب سے زیادہ کم عمر بچہ ہوتا، اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے، ایک دفعہ آپ ﷺ اسی طرح بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آیا۔ اس نے کہا: تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو، میرے دس بچے ہیں مگر اب تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اگر تمھارے دل سے محبت کو چھین لے تو میں کیا کروں۔" جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آں حضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف چلے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا کہ اُدھر سے چند اور لڑکے نکل آئے۔ آپ ﷺ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔

سوالات:

الف۔ جب فصل کا نیا میوہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس وقت آپ ﷺ کا معمول کیا تھا؟

ب۔ بدوی کی بات پر آپ ﷺ نے کیا جواب دیا؟

ج۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ واقعہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

د۔ شبلی نعمانی کی لکھی گئی اس عبارت کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟

تکنیک اور اسلوب

کسی بھی ادبی تحریر کو بیان کرنے کے لیے تحریری طور پر الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے کسی بھی موضوع کے حوالے سے مناسب الفاظ کا مناسب جگہوں پر استعمال اسلوب کہلاتا ہے۔ گویا ایک مصنف کے ذہن یا خیال میں جو کچھ ہوتا ہے وہ جس انداز سے اُسے تحریری صورت دیتا ہے اُسے اسلوب کا نام دیا جاتا ہے۔ اسلوب میں نہ صرف ایسے الفاظ کا استعمال ہوتا ہے جو موضوع کے شایانِ شان ہوں بلکہ اُن کی تفہیم، وضاحت و بلاغت، تشریح، آہنگ کو بھی پیشِ نظر رکھا جاتا ہے تاکہ تکنیک کے اعتبار سے بھی ایک مخصوص نقطۂ نظر اور مافی الضمیر مکمل طور پر بیان ہو سکے۔ اسلوب یا تکنیک میں خیالات کے اظہار پر بھی زور دیا جاتا ہے اور ایسے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے جس سے مصنف کے ذہنی تجربات بلا کم و کاست، براہِ راست پڑھنے والے کے ذہن تک منتقل ہو سکیں۔ اسلوب یا تکنیک کی تشکیل میں بالعموم تین عناصر کو اہمیت دی جاتی ہے:

الف۔ مصنف کی انفرادی خصوصیت　　ب۔ عام انسانی رویہ　　ج۔ خیال اور زبان کی خصوصیات

ہر تخلیق کار اپنے موضوع کے اظہار کے لیے زبان و بیان کی مخصوص لفظی تراکیب، الفاظ، تشبیہات و استعارات کو استعمال کرتا ہے۔ یوں ہم کہ سکتے ہیں کہ اسلوب، موضوع کے تابع ہوتا ہے گویا یہ "کیا کہا گیا ہے اور کیسے کہا گیا ہے" کی ساری بحث ہے۔

۴۔ نصابی کتاب میں دیے گئے شبلی نعمانی کے تعارف اور اوپر بیان کیے گئے اشارات سے استفادہ کرتے ہوئے سیرت نگاری کے حوالے سے شبلی نعمانی کی تکنیک اور اسلوب پر مختصر اً روشنی ڈالیں۔

۵۔ سبق کو فہم کے ساتھ پڑھ کر متعلقہ سوالات (براہِ راست، بالواسطہ، کثیر الجہت) کے درست جوابات دیں۔

(i)۔ سوال کرنا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا، روا ہے:

الف۔ صرف ایک شخص کو   ب۔ صرف دو شخصوں کو   ج۔ صرف تین شخصوں کو   د۔ صرف چار شخصوں کو

(ii)۔ جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ۔۔۔ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کس کے لیے تھا

الف۔ مسافروں کے لیے   ب۔ پڑوسیوں کے لیے   ج۔ غلاموں کے لیے   د۔ دشمنوں کے لیے

(iii)۔ صاع کس کو ماپنے کا ایک پیمانہ تھا؟

الف۔ پانی کو   ب۔ غلے کو   ج۔ دودھ کو   د۔ کپڑوں کی لمبائی کو

(iv)۔ قریش اپنے فخر و امتیاز کے لیے قیام کرتے تھے:

الف۔ مکہ میں   ب۔ طائف میں   ج۔ مدینے میں   د۔ مزدلفہ میں

(v)۔ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم مدینے کے چاروں طرف خندقیں کھود رہے تھے:

الف۔ غزوۂ بدر کے موقعے پر   ب۔ غزوۂ احد کے موقعے پر   ج۔ غزوۂ حنین کے موقعے پر   د۔ غزوۂ احزاب کے موقعے پر

(vi)۔ سبق کے آخری حصے سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ بچوں کے ساتھ بہت زیادہ فرماتے:

الف۔ محبت و شفقت   ب۔ بیزاری   ج۔ بے نیازی   د۔ لاتعلقی

۶۔ درج ذیل عبارت کو غور سے پڑھیں۔ مفہوم برقرار رکھتے ہوئے متفرق طریقوں سے پوری عبارت یا چند جملوں میں تبدیلی کرتے ہوئے مفہوم کو مزید آگے بڑھا کر لکھیں۔

آں حضرت ﷺ کی ملکیت میں جو غلام آتے، ان کو آپ ﷺ ہمیشہ آزاد فرما دیتے تھے لیکن وہ حضور ﷺ کے احسان و کرم کی زنجیر سے آزاد نہیں ہو سکتے تھے۔ ماں باپ، قبیلے، رشتے کو چھوڑ کر عمر بھر آپ ﷺ کی غلامی کو شرف جانتے تھے۔ زید بن حارثہ غلام تھے۔ آں حضرت ﷺ نے اُن کو آزاد کر دیا۔ اُن کے باپ اُن کو لینے آئے لیکن وہ اس آستانۂ رحمت پر باپ کے ظلِ عاطفت کو ترجیح نہ دے سکے اور جانے سے قطعاً انکار کر دیا۔

۷۔ درج ذیل عبارت میں الفاظ کے درست املا کا خیال رکھتے ہوئے تحریری کام پر نظرِ ثانی اور ادارت (پروف ریڈنگ) کریں۔

احمد ندیم کاسمی کے افصانوں میں ہمیں پنجاب کے دیہات، پنجاب کی سکافط کے مختلف رنگ اور دیہی زندگی کے مصائل کا احاتہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ چوں قہ

ترکی پسند تحریق سے وابسطہ تھے اس لئے اپنے افصانوں میں انہوں نے تبکاتی تزادات کو بھی پیش کیا۔ان افصانوں میں جہاں ایک ترف ہمیں غربط اور مہرومی کا شکار قردار دکھائی دیتے ہیں وہاں دوسری ترف اعلا کردار وروایاط کے ہامل قردار بھی نزر آتے ہیں۔

قواعد/زبان شناسی

واحد جمع (جمع مکسر اور جمع سالم) یا جمع الجمع:

وہ لفظ جو فقط ایک شخص، شے یا جگہ کے لیے استعمال ہو، واحد کہلاتا ہے۔

مثلاً: اثر، کتاب، عام وغیرہ، واحد کہلاتے ہیں۔

وہ لفظ جو ایک سے زیادہ اشخاص، اشیا یا جگہوں کے لیے استعمال ہو جمع'' کہلاتا ہے۔ مثلاً: آثار، کتب، عوام وغیرہ

جمع کی صورتیں

جمع کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

جمع مکسر، جمع سالم، تثنیہ، جمع الجمع

جمع مکسر : واحد سے جمع بناتے ہوئے واحد کی صورت بالکل بدل جائے تو اسے جمع مکسر کہتے ہیں۔ مثلاً: تصویر سے تصاویر، اکبر سے اکابر وغیرہ

جمع سالم: واحد سے جمع بناتے وقت واحد کے حروف میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہو تو اسے جمع سالم کہیں گے۔ مثلاً: ماہر سے ماہرین، مجاہد سے مجاہدین وغیرہ۔

تثنیہ : عربی زبان میں دو چیزوں کے لیے جمع کی ایک الگ صورت استعمال کی جاتی ہے، اسے تثنیہ کہتے ہیں۔ مثلاً: والد سے والدین، عید سے عیدین وغیرہ

جمع الجمع: کسی واحد سے جمع کی جمع کو ''جمع الجمع'' کہتے ہیں۔

مثلاً: خبر سے اخبار، اخبار سے اخبارات، لقب سے القاب، القاب سے القابات۔

۸۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے جمع لکھیں (جمع مکسر، جمع سالم تثنیہ اور جمع الجمع) اور جملوں میں استعمال کریں۔

حاضر، احسان، امام، مضمون، سید، قطب، شجر، محاورہ، نادر، نور، دوا، اکبر، وجہ، اثر

علاماتِ اوقاف

i۔ رابطہ: (:)

جملے یا عبارت میں وقفے سے زیادہ ٹھہراؤ کے لیے یہ علامت استعمال ہوتی ہے: مثلاً:

میری بات یاد رکھنا: محنت ہی کامیابی کی کنجی ہے

کیا خوب سودا نقد ہے: اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

ii۔ تفصیلیہ (:-)

جملے یا عبارت میں کسی بات کی تفصیل بتانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً

ورزش کے فائدے درج ذیل ہیں:-

گیارھویں جماعت میں کمپیوٹر پڑھنے والے طلبہ کے نام یہ ہیں:-

iii۔ سوالیہ یا استفہامیہ (؟)

جب کوئی بات پوچھنی یا کچھ دریافت کرنا مقصود ہو تو یہ علامت استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً:

آپ کا نام کیا ہے؟ قائدِ اعظم کس شہر میں پیدا ہوئے؟

iv۔ استعجابیہ (!)

حیرت یا حیرانی کے اظہار کے لیے یہ علامت استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً:

ارے! اوہ!

v۔ خطِ فاصل، ترچھا خط (/)

یہ علامت دفتری مراسلات کا حوالہ دینے کے لیے مختلف قسم کے بیانات، مسودات کے اندراجات میں متبادل اسما یا افعال کے درمیان لگائی جاتی ہے، مثلاً:

مسمی / مسماۃ، بن / بنت، اقرار کرتا ہوں / کرتی ہوں وغیرہ وغیرہ

vi۔ علامتِ مصرع، علامتِ شعر اور علامت تخلص:

شاعری لکھتے ہوئے جہاں کہیں ایک مصرع استعمال ہو وہاں علامت مصرع (ع)، جہاں پر شعر لکھا جائے وہاں علامت شعر (؎) اور جہاں شاعر اپنا شاعرانہ نام استعمال کرے اس کے اوپر علامت تخلص (ؔ) استعمال ہوتی ہے۔

۹۔ درج ذیل جملوں میں استعمال کیے گئے رموزِ اوقاف کو پہچانیں اور ان کا استعمال کرتے ہوئے نئے جملے لکھیں۔

ہمارا سماجی ڈھانچہ درہم برہم ہو چکا ہے؛ اخلاقیات کا نظام کھوکھلا ہو چکا ہے؛ اتحاد و اتفاق نام کی کوئی چیز نہیں رہی۔ اس ابتر صورتِ حال میں کیا کسی کو کوئی فکر ہے؟ پنجابی، سندھی، بلوچی، پٹھان ہر ایک کو سوچنا چاہیے۔ قائدِ اعظم نے فرمایا تھا: ایمان، اتحاد اور تنظیم"۔ ہمیں اس زریں اصول پر عمل کرنا چاہیے۔

سرگرمی

لائبریری سے سیرت النبی ﷺ" جاری کرائیں اور درج ذیل موضوعات میں سے اپنی پسند کے موضوع پر تمام طلبہ باری باری دو دو منٹ کی گفتگو کریں۔

حضور ﷺ کی راست گوئی

حضور ﷺ کی تعلیمات میں ہم سایوں کے حقوق

حضور ﷺ بہ حیثیت رحمت اللعالمین